Chapter 52 | سورة الطّور | The mountain full of greenery

آیات 49

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو سنورنے والوں کی مرحلہ وار اور قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے (وہ یہ آگاہی دے رہا ہے کہ)!

وَالطُّوْرِ ۝۱

1- قسم ہے طُور کی (یعنی طُور ان واقعات کا گواہ ہے جو وہاں پیش آئے)۔

وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝۲

2- اور (اس سلسلے کے مطابق آخری کتاب) یہ تحریر شدہ ضابطۂ حیات (یعنی قرآن) ہے۔

فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝۳

3- (اور یہ ایسی آگاہی کے) ورق میں ہے کہ جس کی مہک حیاتِ تازہ دینے کے لئے پھیلتی رہے گی۔

(**نوٹ**: لفظ منشور کا مادہ (ن ش ر) ہے۔ اور اس کے مطالب ہیں، خوشبودار ہوا، مہک وغیرہ دراصل اس میں پھیلنے کا پہلو غالب ہے۔ آیت 25/3 نُشُوراً کے معنی، حیاتِ نو یا حیاتِ تازہ یعنی نئے سرے سے زندگی حاصل کرنا ہے۔ چنانچہ اس آیت میں سیاق و سباق کے حوالے سے ''منشورٗ کے مکمل مطالب کے لحاظ سے ترجمہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے)۔

وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ۝۴

4- قسم ہے آباد گھر کی (یعنی خانہ کعبہ جو کتابِ مسطور یعنی قرآن پر مبنی نظامِ حیات کا مرکز ہے، وہ کسی وقت بھی ویران نہیں ہوتا بلکہ ہر وقت آباد رہتا ہے، اس نے انسانیت کے لئے اتحاد و یگانگت کی حقیقت کو انتشار و نفاق سے علیحدہ کر کے اسے نوعِ انساں کی ضرورت قرار دے رکھا ہے وہ بھی رب کے قوانین کا گواہ ہے)۔

وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ۝۵

5- اور قسم ہے بلند و بالا چھت کی (یعنی تمام بلندیاں جو آسمان کہلاتی ہیں اور چھت کی طرح قائم ہیں اور ان میں لامحدود تعمیری اور تخریبی قوتیں ہیں وہ سب رب کے قوانین کی گواہی دے رہی ہیں)۔

وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۝۶

6- اور قسم ہے بھرے ہوئے موجزن سمندر کی (یعنی سمندر کی حقیقتیں آپس میں تقسیم ہو کر اپنی اپنی ذمہ داریوں کے مطابق

سرگرمِ عمل ہیں اور رب کے قوانین کی گواہی دے رہی ہیں)۔

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ﴿۷﴾

7-(چنانچہ ساری کی ساری نازل کردہ آگاہی اور سارے کا سارا نظامِ کائنات گواہی دے رہے ہیں کہ اللہ کا قانون ایسا ہے جو ہر عمل کا بدلہ دیتا ہے، 45/22۔ لہٰذا، وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے احکام وقوانین سے سرکشی اختیار کر رکھی ہے، وہ جان جائیں کہ) یقیناً تیرے رب کا عذاب واقع ہو کر رہے گا۔

مَّا لَهُ مِن دَافِعٍ ﴿۸﴾

8-(اور دنیا کی) کوئی قوت اسے ٹال نہیں سکے گی۔

يَوْمَ تَمُورُ السَّمَاءُ مَوْرًا ﴿۹﴾

9-وہ دن ایسا ہوگا کہ آسمان بار بار آگے پیچھے حرکت کرتا محسوس ہوگا (اور عالمِ بالا کا سارا نظام درہم برہم ہوتا نظر آئے گا)۔

وَتَسِيرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ﴿۱۰﴾

10-اور (پہاڑوں پر زمین کی گرفت ختم ہو جائے گی) اور پہاڑ حرکت میں آجائیں گے (اور اپنی جگہ سے ہٹ کر) چلنے لگ جائیں گے۔

فَوَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿۱۱﴾

11-لہٰذا، وہ لوگ جو اس دن کے طاری ہونے کو جھٹلاتے رہے ان کے لئے بڑی تباہی و بربادی ہے۔ (کیونکہ آخرت میں اعمال کی جوابدہی کو تسلیم نہ کرنے سے وہ لوگ بلا روک ٹوک برائیوں پہ برائیاں کرتے چلے گئے۔ لیکن جب وہ دن طاری ہو جائے گا تو انہیں سوائے عذاب کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ چنانچہ یہ ہے ان کے لئے تباہی و بربادی)۔

وقف لازم

الَّذِينَ هُمْ فِي خَوْضٍ يَلْعَبُونَ ﴿۱۲﴾

12-اور وہ لوگ جو (زندگی کو بجائے سنجیدگی سے لینے کے، صرف اس کے) مشغلے اور کھیل میں (ہی گم رہے اور اللہ کے احکام وقوانین کی طرف بالکل توجہ ہی نہ دی)۔

يَوْمَ يُدَعُّونَ إِلَىٰ نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ﴿۱۳﴾

13-تو اس دن ان کو دھکے دے کر جہنم کی آگ کی طرف دھکیل دیا جائے گا۔

هَٰذِهِ النَّارُ الَّتِي كُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿۱۴﴾

14-(اوران سے کہا جائے گا) کہ یہ ہے (دوزخ کی) آگ جسے تم جھٹلایا کرتے تھے (اور کہا کرتے تھے کہ دوزخ کی باتیں سب جھوٹی باتیں ہیں)۔

اَفَسِحۡرٌ ہٰذَاۤ اَمۡ اَنۡتُمۡ لَا تُبۡصِرُوۡنَ ﴿۱۵﴾

15-پھر (ان سے پوچھا جائے گا کہ تم جس دوزخ کو دیکھ رہے ہو، تو اب بتاؤ) کیا یہ جادو ہے؟ یا تمہیں یہ دکھائی نہیں دے رہا (کیونکہ اب تم میں اس عذاب کو دیکھنے کی سکت ہی نہیں ہے)۔

اِصۡلَوۡہَا فَاصۡبِرُوۡۤا اَوۡ لَا تَصۡبِرُوۡا ۚ سَوَآءٌ عَلَیۡکُمۡ ؕ اِنَّمَا تُجۡزَوۡنَ مَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۶﴾

16-(بہر حال، چلو اب) اس میں داخل ہو جاؤ اب تم اسے برداشت کرو یا برداشت نہ کرو سب برابر ہے، کیونکہ یہ اس لیے ہے کہ تمہیں صرف انہی کاموں کا بدلہ دیا جائے گا جو تم کیا کرتے تھے۔

اِنَّ الۡمُتَّقِیۡنَ فِیۡ جَنّٰتٍ وَّ نَعِیۡمٍ ﴿ۙ۱۷﴾

17-(ان کے برعکس) وہ لوگ جو اللہ سے ڈر کر اپنے آپ پر اس قدر قابو رکھتے تھے کہ اس کے احکام وقوانین کی خلاف ورزی سے بچے رہتے تھے (متقین) تو یہ ابدی مسرتوں سے لبریز باغوں میں ہونگے جہاں انہیں نعمتیں یعنی آسودگیاں اور سرفرازیاں میسر آئیں گی۔

فٰکِہِیۡنَ بِمَاۤ اٰتٰہُمۡ رَبُّہُمۡ ۚ وَ وَقٰہُمۡ رَبُّہُمۡ عَذَابَ الۡجَحِیۡمِ ﴿۱۸﴾

18-چنانچہ جو کچھ ان کے رب نے نوازا ہوگا، وہ اس سے خوش ہوں گے اور لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ (اور ان کے لئے سب سے بڑی خوشی کی بات یہ ہوگی کہ) ان کے رب نے انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا لیا ہوگا۔

کُلُوۡا وَ اشۡرَبُوۡا ہَنِیۡٓـئًۢا بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿ۙ۱۹﴾

19-(ان سے کہا جائے گا) کہ تم نہایت خوشگواری سے کھاؤ پیو کیونکہ یہ بدلہ ہے اس کا جو تم کام کرتے رہے ہو (یعنی یہ سب تمہاری اپنی محنتوں کا ثمرہ ہے)۔

مُتَّکِـِٕیۡنَ عَلٰی سُرُرٍ مَّصۡفُوۡفَۃٍ ۚ وَ زَوَّجۡنٰہُمۡ بِحُوۡرٍ عِیۡنٍ ﴿۲۰﴾

20-(انہیں وہاں سرفرازی اور شان وشوکت کے لئے ایسے) برابر برابر بچھے ہوئے تخت میسر آئیں گے جن پر وہ متمکن ہوں گے۔ (اس جنتی زندگی میں) ہم انہیں ایسے رفیق دے دیں گے جو صاف اور پاکیزہ عقل ونگاہ کے مالک ہوں گے۔

(**نوٹ**: حُور کے بارے میں تفصیلی نوٹ 44/54 میں دے دیا گیا ہے)۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴿۲۱﴾

21-اور وہ لوگ جنہوں نے نازل کردہ سچائیوں واحکام وقوانین کوتسلیم کر کے اطمینان و بے خوفی کی راہ اختیار کر لی اور ان کی اولاد نے بھی اسی ایمان میں ان کی پیروی کی تو ہم ان کی اولاد کو ان کے ساتھ (انہی خوشگواریوں اور سرفرازیوں) میں شریک کر دیں گے۔ (یعنی کوئی کسی کی اولاد ہونے کی حیثیت سے جنت میں داخل نہیں ہو گا بلکہ اس ایمان کی راہ پر چلنے کی بناء پر اس کا مستحق قرار پائے گا)۔ اور ہم ان کے اعمال (کے نتائج) میں کچھ کمی نہیں کریں گے۔ لہٰذا، ہر شخص اس میں گروی ہے جو کچھ اس نے کمایا (یعنی ہر شخص کے اعمال یہ فیصلہ کریں گے کہ جنت یا دوزخ کے حوالے سے اس کا مقام کیا ہے۔ کسی کی کوئی سفارش یا کسی سے کوئی نسبت یہ فیصلہ نہیں کرے گی)۔

وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۲﴾

22-اور (کھانے پینے کے لئے) ہم انہیں لذیذ پھل اور عمدہ گوشت (فراوانیوں میں فراہم) کرنے کے لئے مددگار ہوں گے۔ (غرضیکہ) جو بھی ان کی خواہش ہو گی (وہ پوری کر دی جایا کرے گی)۔

يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ﴿۲۳﴾

23-اس میں یعنی جنت کی زندگی میں وہ ایسے ساغر لپک جھپک کر لیں گے (جن کا اثر نشے جیسا نہیں ہو گا کہ) جس میں (انسان) بے معنی باتیں کرتا ہے اور نہ ہی اس میں افسردگی و گناہ پیدا کرنے والی کوئی بات ہو گی۔ (یعنی وہاں کی ہر شے زندگی کے حسن میں اضافہ کرنے کا باعث بنے گی)۔

وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۲۴﴾

24-اور ان کے اردگرد خدمت گاری کے لئے دلکش شباب والی انسانی پیکر والی مخلوق گھوم پھر رہی ہو گی جو (اپنی نفاست میں یوں ہو گی کہ) گویا غلافوں میں چھپائے ہوئے موتی ہوں۔

وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۵﴾

25-اور (جنتی لوگ جنت میں نہایت خندہ پیشانی سے) آگے بڑھ کر ایک دوسرے کا استقبال کریں گے اور آپس میں مزاج پرسی کریں گے۔

قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ﴿۲۶﴾

26-(مرد ہوں یا عورتیں، جو بھی جنتی لوگ ہوں گے) وہ کہیں گے کہ حقیقت یہ ہے کہ ہم اس سے پہلے اپنے اہلِ گھرانہ

(یا رفیقوں) کے لئے اس قدر خیر خواہ اور مہربان ہوا کرتے تھے کہ ڈرتے تھے کہ کہیں ان پر کوئی تکلیف نہ آ جائے۔

(نوٹ: مشفقین (ش ف ق) اگر اس کا تعلق ''فی'' کے ساتھ آئے تو اس میں ڈر کا پہلو مہربانی یا خیر خواہی کی وجہ سے نمایاں ہوتا ہے جو کہ اس آیت میں دے دیا گیا ہے۔ لیکن اگر ''من'' کے ساتھ آئے تو صرف ڈر یا خوف کا پہلو نمایاں ہوتا ہے، جیسے کہ آیت 33/72 میں ہے)۔

فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿٢٧﴾

27- چنانچہ اس وجہ سے اللہ نے ہم پر یہ نوازشات کی ہیں اور ہمیں جھلسا دینے والی ہوا کے عذاب سے بچا لیا ہے (یعنی اس عذاب سے بچا لیا ہے جو تمام محنتوں کو جلا کر راکھ کا ڈھیر کر دیتا ہے)۔

ع 1 28 3

اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ﴿٢٨﴾

28- اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اس سے پہلے (جب بھی ہم زندگی کے معاملات طے کرتے) تو ہم اسی سے دعا مانگتے تھے، کیونکہ ہمیں کوئی شک ہی نہیں تھا کہ وسعتیں اور فراخیاں وہی دینے والا ہے اور وہی سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ﴿٢٩﴾

29- (بہر حال، اے رسولؐ! جس نازل کردہ نظامِ زندگی کو قائم کرنے کے لئے تم جدوجہد کر رہے ہو، اس کے نتائج جنت کی زندگی کی صورت میں ہی نکلیں گے۔ مگر اس سلسلے میں مخالفین جو کچھ کہتے ہیں اس سے افسردہ خاطر ہونے کی ضرورت نہیں)۔ لہٰذا، تم (قرآن کی) تعلیم و آگاہی پیش کرتے جاؤ۔ (اور جو یہ کہتے ہیں، انہیں کہنے دو) مگر تم اپنے رب کی نعمت کی بناء پر نہ ہی تو کاہن ہو اور نہ ہی دیوانے ہو (تم اللہ کی وحی پیش کرتے ہو جس کی بات یقینی اور علم و بصیرت پر مبنی ہے)۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ﴿٣٠﴾

30- (اور اے رسولؐ! یہ تمہیں کاہن اور مجنوں ہی نہیں کہتے) بلکہ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے۔ (مگر تم تھوڑا سا انتظار کرو)۔ کیونکہ ہم ان کے ساتھ حادثاتِ زمانہ کا انتظار کر رہے ہیں (جو یہ ثابت کر دیں گے کہ جو نازل کردہ آگاہی ان تک پہنچائی گئی ہے اس کی ہر بات سچ ہے جبکہ شاعر کا یہ دعویٰ نہیں ہوتا)۔

قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ﴿٣١﴾

31- (اور نازل کردہ سچائیوں اور احکام و قوانین کے سلسلے میں جو آگاہی دی جا رہی ہے، اس کے بارے میں پورے

یقین سے) اعلان کر دو! کہ تم بھی انتظار کرو اور میں تو بغیر کسی شک وشبے کے تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں (پھر دیکھ لیتے ہیں کہ جو جو کچھ بتایا جا رہا ہے وہ سچ ثابت ہوتا ہے یا نہیں)۔

اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۳۲﴾

32-(لیکن اتنے حقائق دیکھ لینے اور اتنے دلائل جان لینے کے باوجود) کیا ان کی عقلیں انہیں یہ حکم دیتی ہیں کہ (سچائیوں سے انکار کرتے جاؤ؟) یا یہ قوم ہی ایسی ہے جس نے اللہ کے احکام وقوانین کے خلاف سرکشی اختیار کر رکھی ہے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾

33-(اور قرآن کی اس قدر شفاف اور ناقابلِ انکار آگاہی کو بجائے تسلیم کر لینے کے) کیا یہ کہتے ہیں کہ اس نے یعنی رسول نے اسے یعنی قرآن کو خود سے گھڑ لیا ہے؟ (اور اسے اللہ سے منسوب کر دیا ہے)۔ لیکن اصل یہ ہے کہ (ان کا جی ہی نہیں چاہتا کہ اپنے مفادات اور تکبر) کو چھوڑ کر نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کر کے اطمینان و بے خوفی کی راہ اختیار کر لیں۔

فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿۳۴﴾

34-لہٰذا (ان سے کہو) کہ اگر تم سچے ہو (کہ یہ قرآن خود ساختہ ہے اور یونہی اللہ سے منسوب کر دیا گیا ہے تو اس کا فیصلہ بہت آسان ہے) کہ تم بھی اسی شان کا ایک کلام بنا کر لے آؤ۔ (بات صاف ہو جائے گی۔ تمہارے ہاں شاعر بھی ہیں اور کاہن بھی۔ ان سب کو اپنے ساتھ ملا لو اور اس جیسا کلام بنا کر دکھاؤ، 2/23، 10/38، 11/13، 17/88)۔

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۳۵﴾

35-(ان سے پوچھو کہ اگر تمہیں وحی بھیجنے والے اللہ کا انکار ہے تو یہ بتاؤ کہ) کیا تم بغیر کسی چیز کے (یونہی از خود) تخلیق ہو گئے ہو یا تم اپنے خالق آپ ہو۔

اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ﴿۳۶﴾

36-یا انہوں نے ہی آسمانوں اور زمین یعنی ساری کائنات کو تخلیق کیا ہے؟ اصل بات یہ ہے (کہ ان کی کوئی بات بھی عقل و بصیرت پر مبنی نہیں۔ اس لئے یہ قرآن کے پیش کردہ حقائق پر) یقین نہیں رکھتے۔

اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

37-(اور پھر ان سے یہ بھی پوچھو کہ) کیا ان کے پاس تمہارے نشوونما دینے والے کے خزانے ہیں؟ یا (ان خزانوں پر)

انہی کا حکم چلتا ہے؟

اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ ۚ فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾

38-اور کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر یہ (عالمِ بالا کی باتیں) سنتے ہیں؟ (اگر ان کا یہ دعویٰ ہے تو ان سے کہو کہ اس کے ثبوت) میں یہ کوئی واضع سند اور دلیل پیش کریں (کیونکہ بلا دلیل کوئی دعویٰ مانا نہیں جا سکتا۔ مگر جو کچھ اے رسولؐ! تم پیش کر رہے ہو، اس کے اللہ کی طرف سے ہونے کی دلیل، قرآن کا یہ چیلنج ہے کہ اس جیسا کلام بنا کر دکھاؤ، (52/34)۔

اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۳۹﴾

39-(دعویٰ تو ان کا یہ ہے کہ یہ عالمِ بالا کی باتیں براہِ راست سن لیتے ہیں لیکن ان کی عقل و فکر کا یہ عالم ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ کی اولاد بھی ہے اور اولاد بھی ایسی کہ) اللہ کے لئے بیٹیاں ہیں اور ان کے لئے بیٹے ہیں (یعنی یہ اپنے لئے کبھی بیٹیاں پسند نہیں کرتے)۔

اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴۰﴾

40-یا (یہ تمہاری بات اس لئے نہیں مانتے کہ تم ان سے نازل کردہ آگاہی کو ان کے پاس پہنچانے کا) کوئی معاوضہ مانگتے ہو کہ وہ اسے تاوان (کا بارِ گراں سمجھ کر اس کے بوجھ تلے) دبے جاتے ہیں، (اور تم سے کنارہ کش رہنا چاہتے ہیں حالانکہ تم تو کوئی معاوضہ ہی نہیں مانگتے ہو)۔

اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۴۱﴾

41-یا ان کے پاس غیب کا علم ہے کہ جسے وہ لکھتے رہتے ہیں (اس لئے یہ جانتے ہیں کہ جو کچھ تم ان سے کہتے ہو وہ کبھی واقع نہیں ہوگا، اس لئے یہ اس پر ایمان نہیں لاتے)۔

اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا ۖ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ ﴿۴۲﴾

42-(حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بات بھی نہیں ہے۔ اصل یہ ہے کہ تمہاری دعوت سے ان کے تکبر اور مفادات پر زد پڑتی ہے۔ اس لئے تمہارے خلاف) یہ چالیں چلنا چاہتے ہیں (اور تدبیروں کا جال بچھا رہے ہیں۔ لیکن تم دیکھتے جاؤ) کیونکہ جن لوگوں نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام و قوانین کو تسلیم کرنے سے انکار کر رکھا ہے تو وہ خود ہی ان چالوں میں گرفتار ہو کر رہ جائیں گے۔

اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۳﴾

43-(بہرحال، ان سے پوچھو کہ نازل کردہ سچائیوں کو جھٹلانے کے لئے یہ کن پر بھروسہ کررہے ہیں؟) کیا ان کے لئے اللہ کے سوا کوئی اور بھی ہے جس کی یہ اطاعت وپرستش کرتے ہیں؟ (اور یقین کیے بیٹھے ہیں کہ وہ معبود اللہ کے ساتھ مل کر ان کی مدد کریں گے۔ ان سے کہو کہ) اللہ اس سے بہت بلند ہے کہ اس کے اختیار واقتدار میں کسی اور کو بھی شریک کیا جائے۔

وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ﴿٤٤﴾

44-(لیکن ان کی خودفریبی کا یہ عالم ہے کہ تباہیاں ان کے چاروں طرف منڈلا رہی ہیں مگر یہ ان کا احساس نہیں کرتے اور سمجھتے ہیں کہ ان کے باطل معبودان کی تباہیوں کو بھی خوشحالیوں میں بدل دے گے۔ یہاں تک کہ) اگر وہ آسمان سے کوئی ٹکڑا (اپنے اوپر) گرتا ہوا دیکھ لیں تو وہ یہ کہہ (کر مطمئن ہوجائیں گے کہ یہ ہماری تباہی کے لئے نہیں آرہا، بلکہ) یہ تو تہ بہ تہ بادل ہیں (جو ہمارے کھیتوں کو سیراب کرنے کے لئے آرہے ہیں)۔

فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ﴿٤٥﴾

45-لہٰذا (جن لوگوں کی ذہنیت اس قدر مسخ ہوچکی ہو کہ وہ آنے والے عذاب کو بھی اپنے لئے راحت سمجھ رہے ہوں تو ان کا راہِ راست پر آنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ بہرحال، اے رسولؐ! اگر یہ تمہاری بات نہیں سنتے تو) تم ان کو (ان کے حال) پر چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ اپنے اس دن کو پہنچ جائیں جس میں یہ گرنے والی بجلی کی سی کڑک (کے ذریعے تباہ ہوکر رہ جائیں گے)۔

يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٤٦﴾

46-اس دن ان کی کوئی تدبیر ان کے کسی کام نہ آسکے گی اور نہ کوئی ان کی مدد کرسکے گا۔

وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٧﴾

47-اور یہ حقیقت ہے کہ جو لوگ طے شدہ حقوق پائمال کرکے زیادتی وبے انصافی کے مُجرم بن رہے ہیں تو ان کے لئے اس عذاب کے علاوہ بھی ایک عذاب ہے لیکن ان میں سے اکثر ایسے ہیں جنہیں اس کا علم نہیں۔

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿٤٨﴾

48-(اے رسولؐ! انکار کرتے رہنے والوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو) اور اپنے رب کے حکم کے مطابق ڈٹے رہو۔ بہرحال، یہ حقیقت ہے کہ تم ہر وقت ہماری نگاہ کے سامنے ہو۔ تم جس وقت (معاملات) کو توازن واعتدال میں لانے کی جدوجہد کررہے ہوتے ہو تو یہ اپنے رب کی حمد وستائش کے ساتھ کیا کرو اور اپنی سرگرمئی عمل (اسی اصول پر قائم رکھو)۔

عِ 2 21 4 وَمِنَ الَّيۡلِ فَسَبِّحۡهُ وَاِدۡبَارَ النُّجُوۡمِ ﴿۴۹﴾

49- چنانچہ (صبح۔شام۔دن) رات، اور تاروں کے ڈوبنے کے وقت، گویا (مسلسل اور پیہم) سرگرمِ عمل رہو (تاکہ نازل کردہ نظامِ زندگی قائم ہوکر مستحکم ہوجائے)۔

حروفِ مقطعات Abbrivations

(نوٹ: مقطعات یعنی لفظ یا الفاظ کو مختصراً اُن کے ایسے حرف یا حروف میں پیش کرنا جن کے استعمال سے تحریر یا گفتگو کو مختصر کرنے میں مدد ملے۔البتہ جو مقطعات زیادہ استعمال سے رواج پاجاتے ہیں وہ زیادہ قابل قبول وقابل فہم ہوجاتے ہیں۔مقطعات کا لفظ قطع سے اخذ شدہ ہے جس کا مادہ (ق ط ع) ہے۔اِس کے بنیادی مطالب ہیں: زخمی کرنا۔کاٹ ڈالنا۔کاٹ کر مختصر کرنا۔روک دینا وغیرہ ہیں۔مفسرین کی عمومی رائے ہے کہ قرآن کی 29 سورتیں حروفِ مقطعات سے شروع ہوتی ہیں۔قرآن کے حروفِ مقطعات کے سلسلے میں مفسرین کی مختلف آراء ہیں: پہلے گروہ کی رائے ہے کہ تمام مقطعات ایسے حروف ہیں جن کے مطالب صرف اﷲ اور محمدؐ ہی جانتے ہیں اس لئے ان کا کھوج لگانا یا تحقیق کرنا دُرست نہیں۔دوسرے گروہ کی رائے ہے کہ یہ روحانی حروف ہیں جنہیں چلہ کشی یا تعویذ وغیرہ کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔تیسرے گروہ کی راء ہے کہ یہ حروف انسانی ذات سے متعلق ہیں اور انسان کو اِن حروف کے ذریعے اپنی ذات کا مطالعہ کرنا چاہیے یعنی یہ حروف انسانی ذات کی ہی کسی صفت وآگاہی کا پتہ دیتے ہیں۔چوتھے گروہ کی رائے ہے کہ یہ مقطعات قرآن کی زبان کے ایسے مکمل حسن پر مہر کا کام کرتے ہیں کہ جس حسن کی نقل نہیں ہوسکتی۔پانچویں گروہ کی رائے ہے کہ اِن مقطعات کا کوئی مطلب نہیں یہ صرف وحی کے اظہار کے طریقے میں شامل ہیں۔چھٹے گروہ کی رائے ہے کہ یہ تمام مقطعات حضرت محمدؐ کی شان میں نازل ہوئے کیونکہ علم الاعداد سے انہیں ثابت کیا جاسکتا ہے۔بہرحال! قرآن کے نازل ہونے والے دَور کی عربوں کی زبان پر تحقیق سے یہ آگاہی ملتی ہے کہ قرآن انسان کے سمجھنے کے لیے واقعی انتہائی آسان کردیا گیا ہے' 54/17۔اور اِس میں کوئی حرف' لفظ اور آیت ایسی نہیں جسے بے مطلب نازل کیا گیا ہو یا اُس کے مطالب ظاہر نہ ہوسکتے ہوں کیونکہ یہ اﷲ کا طریقہ نہیں کہ وہ انسان کی راہنمائی کے لئے وحی بھی نازل کرے اور انسان کو پتا بھی نہ چلنے دے۔لہٰذا' قرآن میں جو زبان اِستعمال ہوئی ہے وہ مکہ اور مدینہ اور اُن کے آس پاس دُور دُور تک کے قبائل میں جو زبان استعمال ہوتی تھی اُسے نہایت خالص اور بہترین الفاظ سے ترتیب دے کر نازل کیا گیا اور ہر نازل ہونے والا حرف ولفظ نازل ہوتے ہی اصطلاح بن گیا کیونکہ اُسے آگے پیچھے نہیں کیا جاسکتا ہے نہ ہی بدلا جاسکتا ہے اور نہ ہی اُس میں ردوبدل کیا جاسکتا ہے۔چنانچہ وہاں پر جو محاورے' مقطعات رواج پائے ہوئے تھے اُنہیں انتہائی خوبصورتی میں مزین کرکے نازل کیا گیا اِس لئے قرآن کی زبان انتہائی واضع اور صاف مطالب دینے ولی ہے 46/12۔مقطعات بنانے والے جو طریقے رائج تھے وہ قبائل یا خطوں کے لحاظ سے کہیں کہیں تھوڑے بہت مختلف بھی تھے: مثال کے طور پر ایک طریقہ یہ تھا کہ' پہلے لفظ کا پہلا حرف' دوسرے لفظ کا دوسرا حرف اور تیسرے لفظ کا آخری حرف' جیسے کہ قرآن میں ال م 2/1 یعنی اﷲ علیم حکیم کے لئے استعمال ہوتا تھا۔اور اگر تین حروف کے بعد چوتھا حرف بھی ہوتا تو پھر دوبارہ سے لفظ کا پہلا حرف لے لیا جاتا ہے جیسے 13/1 میں ال م رٰ یعنی اﷲ علیم حکیم رحیم۔لیکن بعض قبائل میں یوں تھا کہ کسی لفظ کا صرف آخری لفظ لیا جاتا جیسے انسان کے لئے لفظ الناس میں سے صرف س لے لیا جاتا جیسے کہ 36:1 یسٰین یعنی اے انسان۔ایک اور طریقہ یہ تھا کہ یہ لفظ میں سے کوئی بھی حرف لے لیا جاتا۔مگر بعض جگہوں پر ان طریقوں کے علاوہ بھی طریقے تھے۔بہرحال! قرآن میں موجود جتنے بھی مقطعات ہیں اُن کے مطالب اُن کے سیاق وسباق اور تحقیق کے پیشِ نظر بعض سورتوں کے آغاز میں جہاں جہاں پر ہیں وہیں وہیں دے دیئے گئے ہیں۔البتہ تحقیق کرنے والے مزید تحقیق کرسکتے ہیں اور اپنی تحقیق کے مطابق آگاہی مرتب کرسکتے ہیں یا وہ اپنے عقیدے' رائے اور نظریہ پر قائم رہ سکتے ہیں۔چنانچہ یہ بھی یقینی امر ہے کہ مقطعات اِس قدر حسین ہیں اور اس انداز اور مناسبت سے بعض سورتوں کے آغاز میں نازل ہوئے ہیں کہ وہ واقعی قرآن کی وحی کے اظہار کے حسن کی شان کے حوالے سے مہر کی حیثیت رکھتے ہیں)۔